اسلامی معاشرت اور خاندان کا کردار-- تحقیقی جائزہ

احادیث نبویؐ کی روشنی میں

مس نسیم سحر صمد*

کرّہ ارض پر ھبوطِ آدم علیہ السلام کے بعد سے انسانی تاریخ کی اجتماعیت پسندی کی داستان رقم ہونا شروع ہوئی اور وقت گزرنے کے ساتھ عمرانیاتی زندگی کے مختلف النوع مظاہر وجود پذیر ہوتے رہے۔ مدنی الطبع ہونے کی بناء پر انسان ہمیشہ اپنے ہم جنسوں کے ساتھ اجتماعی معاشرت کے وسیع تر تقاضوں کی تکمیل میں مستعد رہا ، اور اُس کی اجتماعی عمرانیاتی زندگی کا خاکہ ایک بنیادی اکائی کے مرکز ومحور سے وابستہ رہا ہے۔ اس بنیادی یونٹ کے لئے مختلف زبانوں میں مختلف الفاظ مستعمل رہے ہیں۔ انگریزی زبان میں اس کے لئے Family کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ اُردو زبان میں اس بنیادی اکائی کو خاندان کے عنوان سے زیرِ بحث لایا جاتا ہے۔ خاندان یا Family کی اَساسی اِداراتی حیثیت کو مختلف اَدوارِ زمانہ میں ہر مکتبِ فکر کے لوگوں نے تسلیم کیا۔ مغربی مفکرین نے بھی عمرانیاتی اِحتیاجات کی تکمیل کے تناظر میں جن بنیادی اِداروں سے بحث کی ہے ، ان میں سے اہم ترین Family یعنی خاندان ہے۔ برجس (Burgess) اور لاک (Locke) Family کی نوعیت سے بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

i. Family یعنی خاندان شادی کے رشتے میں منسلک ہونے والے افراد ، خونی رشتوں یا متبنی (Adoption) کے رشتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ شوہر اور بیوی کے درمیان شادی کا تعلق ہوتا ہے۔ والدین اور بچوں کے درمیان خونی اور بعض اوقات متبنی بنانے (Adoption) کے عمل کا تعلق ہوتا ہے۔

ii. عموما ہر خاندان کے افراد عمومی طور پر اکٹھے ایک چھت تلے زندگی بسر کرتے ہیں اور ایک گھریلو (Household) نوعیت کو تشکیل دیتے ہیں یا اگر وہ علیحدہ بھی رہ رہے ہوں ، تب بھی اہل خانہ کے ساتھ اپنے تعلق کی نوعیت کے حوالے سے اُس کو اپنا گھر (home) ہی تصور کرتے ہیں۔

iii. خاندان باہمد گر متعلق (Interacting) اور باہم مطابقت رکھنے والے (Inter-communicating) افراد کی وحدت ہوتا ہے۔ جس میں شوہر ، بیوی ، بیٹا ، بیٹی ، بہن بھائی کے معاشرتی کردار رُو بہ عمل ہوتے ہیں۔ اگرچہ کمیونٹی / مجتمع اُن کرداروں کو مفہوم و معنی عطا کرتا ہے ، لیکن ہر خاندان میں تجربہ کی بنیادوں پر جذباتی اور روایتی تناظر میں

* پروفیسر ، شعبہ علوم اسلامیہ ، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی ، جیل روڈ ، لاہور ، پاکستان

ان کرداروں کو ادا کیا جاتا ہے۔

iv. ہر خاندان میں مشترک ثقافت کو پروان چڑھایا جاتا ہے۔ جو کسی بھی معاشرہ میں مروّجہ عام ثقافتی اَقدار سے بھی ماخوذ ہوتی ہے۔لیکن پیچیدہ معاشرے (Complex Society) میں ہر خاندان کی نمایاں اِمتیازی خصوصیات ہوتی ہیں۔کسی بھی خاندان کی نمایاں اِمتیازی ثقافتی اقدار خاندان کے ارکان کے باہمی تعامل سے وجود میں آتی ہیں جن میں وہ اپنے انفرادی نمونہ ہائے عادات کو ضم (merge) کر دیتے ہیں۔ یہ اِمتیازی نمونے Differential Patterns) شوہر اور بیوی بھی ظاہر کر سکتے ہیں، یا شادی کے بعد مختلف تجربات سے گزرنے کے بعد شوہر، بیوی اور بچوں سے بھی حاصل کیے جاسکتے ہیں۔شادی دو اَفراد کے ملاپ کا نام ہوتا ہے، جن میں سے ہر ایک کی ہسٹری ہوتی ہے۔خاندان دونوں اَطراف سے ورثہ میں ملنے والے ثقافتی نمونوں کے ضم ہونے کا نام ہوتا ہے جو خارجی ثقافتی اثرات کے ساتھ باہمی تعامل (Interaction) کی بنیاد پر نئے خاندان کے امتیازی ثقافتی نمونے وجود میں لاتا ہے۔ چنانچہ ہم خاندان کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ افراد کے گروپ کا نام ہے جو شادی، خون یا متبنّٰی (Adoption) کے تعلقات میں بندھے ہوئے ہیں۔ایک گھر کی خاندانی حیثیت کی تشکیل کرتے ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ شوہر اور بیوی، ماں اور باپ، بیٹے اور بیٹی، بھائی اور بہن کے متعلقہ معاشرتی کرداروں میں باہمی تعلق اور تعامل میں مربوط ہوتے ہیں اور اس طرح ایک مشترک ثقافتی فضا کو پروان چڑھاتے اور مستحکم کرتے ہیں۔(۱)

دی کولمبیا انسائیکلوپیڈیا کے مقالہ نگار نے تحریر کیا ہے کہ خاندان ایک معاشرتی گروپ ہے، جو والدین اور ان کے بچوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ جینیاتی اعتبار سے باہم متعلق افراد کے اس گروپ میں کئی دوسرے افراد مثلاً غلام، ملازمین، بیٹے اور بیٹوں کی بیویاں اور شوہر اور ان کے بچے بھی شامل کیے جاسکتے ہیں۔اسی سے ''توسیعی خاندان'' (Extended Family) یا شجرۂ نسب (Lineage) وجود میں آتا ہے جس کو بڑا یا مشترکہ خاندان بھی کہا جاتا ہے۔یہ ایک اہم معاشی اور حیاتیاتی یونٹ ہوتا ہے۔جیسا کہ مقالہ نگار رقمطراز ہے:

> Social group consisting of parents and their children .To this group of genetically related persons others may be added, as slaves, servants and the wives or husbands or sons or daughters and their children. Thus arises the extended family or lineage, also called the '' Large'' or

"Joint" family, an important economical as well as biological unit. (2)

Georgas خاندان کی تعارفی بحث کے ضمن میں رقمطراز ہے کہ مختلف تہذیبوں میں مختلف خاندانی سسٹم کی اَقسام عام مشاہدہ میں آتی ہیں۔

1. Nuclear Family : جو ماں، باپ اور بچوں پر مشتمل ہوتی ہے، اس قسم کو امریکہ کینیڈا اور شمالی یورپ کے ممالک میں فوقیت حاصل ہے۔

2. Extended Family : اَجداد ، ماں باپ، بچے، بلکہ اَقرباء اور دُوسرے رشتہ دار بھی خاندان کی اس قسم میں شامل سمجھے جاتے ہیں۔ دنیا کے اکثر ممالک میں یہی رواج ہے۔(۳)

دی نیو انسائیکلو پیڈیا بریٹینیکا نے بھی اس معاشرتی ادارہ کے فرائض منصبی کے حوالے سے تفصیلی بحث کی ہے اور اس کی اہم ترین ذمہ داریوں کو بیان کرتے ہوئے مقالہ نگار نے لکھا ہے:

The Family provides security for its members physical food, shelter and clothing (4)

دین اسلام فرد کی فکری تربیت کے حوالے سے اس حقیقت کو متعارف کراتا ہے کہ انسان معاشرت پسندی کے خمیر سے تخلیق کیا گیا۔ اس کرہِ ارض پر ہر دور میں انسان نے معاشرت پسندی کے حوالے سے اجتماعی زندگی بسر کی. اس ضمن میں جس معاشرتی ادارے کو بنیادی اہمیت حاصل رہی وہ خاندان ہے۔ لغتِ عربی میں مادہ 'عول' کے ذیل میں 'عائلۃ' مصدر سے خاندان کا مفہوم وضع کیا گیا ہے۔ مثلاً عربی زبان میں سربراہِ خاندان کیلئے 'عیال الرجل' کی اصطلاح مستعمل ہے۔ جسکی تفصیل صاحبِ لسانُ العرب نے اِن الفاظ میں بیان کی ہے:

وعيال الرّجل و عيله : الذين يتكفّل بهم و قد يكون العيل واحداً و الجمع عالة. (۵)

انہوں نے علامہ اصمعي کا حوالہ دیا ہے جو اس ضمن میں رقمطراز ہیں:

"عـال عيـالـه يعـولهـم إذا كـفـاهـم مـعـاشهـم ، وقال غيره : إذا قاتهم ، و قيل : قام بما يحتاجون إليه من قوت و كسوة و غير هما." (۶)

یعنی وہ شخص جو اپنے کنبہ کی کفالت کا فریضہ سرانجام دیتا ہے، وہ عیالُ الرجل کی تعریف کے ضمن میں آتا ہے۔ جو شخص کھانے اور لباس کی ضروریات کی کفالت کرتا ہو، عربی میں اس کیلئے '**عيـل ، أعيـل اور أعـال**' کے افعال مستعمل ہیں۔ **أي : قاتهم و كفلهم و أنفق عليهم.(۷)**

دینِ اسلام کے تصورِ معاشرت کی اپنی جداگانہ اور ممتاز خصوصیات ہیں۔ اس کے زیرِ اثر اسلامی معاشرے میں عمرانیاتی اداروں کی اپنی منفرد شناخت، اُن کا برتر مقام اور اُن کا تاریخی تسلسل قائم ہوا۔ دینِ اسلام یہ مطالبہ کرتا ہے کہ انسان اپنے مادّی تقاضوں اور ضروریات کی تکمیل بطریقِ اُحسن کرے اور غیر ذمہ داری کا ثبوت نہ دے۔ چنانچہ اُلوہی رشد و ہدایت کے مخزن قرآنِ حکیم اور حضور ﷺ کی اَحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں دیگر معاشروں کی طرح اسلامی معاشرے میں بھی جس بنیادی ادارہ کی اہمیت و فضلیت واضح طور پر بیان کی گئی وہ خاندان کا ادارہ ہے۔ دینِ اسلام کی تعلیمات کے مطابق یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ کرۂ ارض پر نوعِ بشر کا آغاز حضرت آدمؑ اور اماں حوّا سے ہُوا، اور اس کرۂ ارض پر خاندان کا ادارہ بنی نوعِ انسان کی تاریخ کی طرح ہی قدیم ترین ہے۔ کیونکہ قرآنی نقطہ نظر سے ہبوطِ آدم و حوا علیھما السلام کے تذکرہ میں اُن کی عائلی اور ازدواجی حیثیت کی نشاندہی ملتی ہے۔ یہ خالقِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی شانِ تخلیق ہے کہ حضرت آدمؑ کی تخلیق کے بعد ان کی مصاحبت اور اُنسیت کیلئے حضرت حوّا علیھا السلام کی تخلیق ہوئی۔ چنانچہ کرۂ ارض پر ان کے ہبوط کے بعد ان کی اولاد اور نسل انسانی کا سلسلہ رواں دواں ہوا۔ اس سے یہ نکتہ بھی بین السطور ثابت ہوتا ہے کہ کرۂ ارض پر تاریخِ انسانیت میں کوئی دَور ایسا نہیں گزرا جس میں انسان نے تنہائی پسند مخلوق کے طور پر زندگی بسر کی ہو *۔ اور مغربی مفکر گل کرائسٹ کے مطابق انسان جہاں بھی رہا، معاشرت پسندی کے تناظر میں ہی زندگی بسر کرتا رہا۔ (۸)

چنانچہ مختلف معاشرتی اداروں میں سے خاندان کا ادارہ اپنی اوّلیت اور اہمیت کے اعتبار سے منفرد نوعیت کا حامل ادارہ ہے۔ تہذیبِ انسانی کے ابتدائی درجے کی کیفیت سے عصرِ حاضر تک انسانیت کا تسلسل جس ادارہ سے وابستہ رہا ہے وہ خاندان ہی ہے۔ اس بنیادی اِکائی کی اِجتماعی کثرت معاشرہ کو وجود میں لاتی ہے جو انسان کے مدنی الطبع ہونے کی حقیقت کی عملی عکاسی کرتی ہے۔ (۹)

قرآن وحدیث پر مبنی تعلیمات کے تناظر میں خاندان کی بنیادی اکائی کی اہمیت اس لیے بھی بہت زیادہ ہے کہ یہ نہ صرف معاشرت اور اجتماعیت کے قیام و استحکام کا باعث بنتا ہے بلکہ اسی یونٹ سے اَفرادی یا انسانی وسائل (Human Resources) فراہم ہوتے ہیں اور ان کی تمام بنیادی ضروریاتِ زندگی کی کفالت اسی ادارہ کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ ہبوطِ ارضی کے ساتھ ہی حضرت آدمؑ کی نبوت و رسالت اس بنیادی اکائی خاندان میں پرورش پانے والی نسل کی بہتر اور اچھی تربیت کی ضرورت و اہمیت کو بھی اجاگر کرتی ہے۔ ہر دور اور مختلف علاقوں کی طرف مبعوث ہونے والے انبیاء و رسل الہامی ہدایت کی روشنی میں اس ضرورت کو پورا کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ختم المرسلین سرورِ کائنات ﷺ نے اُلوہی تعلیمات کی وضاحت کرتے ہوئے خاندان کے قیام اور استحکام کیلئے زریں اصول وضوابط بیان فرمائے تا کہ معاشرے میں ظاہر ہونے والی افرادی قوت بہترین تربیت اور صالح اخلاق و آداب سے مزین ہو جو اِجتماعیت کو فوز و فلاح سے ہمکنار کرنے میں معاون

ثابت ہونے والی ہو قرآن و حدیث پر مبنی اِسلامی تعلیمات کے تناظر میں ازدواجی تعلق سے پروان چڑھنے والا خاندان کا یہ ادارہ اس لیے بھی اہمیت رکھتا ہے کہ اگر اس ادارہ میں استحکام اور صلاح وفلاح کی فضا مستقل بنیادوں پر نسل درنسل منتقل ہوتی رہے تو یہ انسانی معاشروں اور تہذیبوں کی ترقی وعروج کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ بصورت دیگر خاندان کے ادارہ کا انتشار اور انحطاط معاشروں اور تہذیبوں کے زوال کا باعث بن جاتا ہے۔ نبّاضِ فطرت اللہ تعالیٰ نے اس کی بنیاد

﴿وَ جَعَلَ بَیۡنَکُمۡ مَّوَدَّۃً وَّ رَحۡمَۃً﴾ (۱۰)

محبت اور رحمت وشفقت پر رکھی ہے۔ جب تک یہ خصوصیت موجود رہے گی، خاندان کا مثبت کردار باعث فوز و فلاح بنا رہے گا۔ لیکن اگر یہ خصوصیت عنقا ہو جائے، تو یہ ادارہ بتدریج انحطاط اور زوال کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے معاشرہ کی اِجتماعی ناکامی کی دلیل بن جائے گا کیونکہ معاشرہ خاندانوں کی سلسلہ درسلسلہ پھیلی ہوئی اِجتماعی ہیئت کا ہی نام ہے۔ قرآن حکیم، احادیثِ مبارکہ اور اسوۂ حسنہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اس بنیادی اکائی خاندان کے منضبط اور متحد نہ رہنے سے انسانی رویّوں، اخلاقی اَقدار، معاشرتی ذمہ داریوں کے شعور و آگہی اور اجتماعی زندگی کے دیگر تمام مظاہر زوال و انحطاط کے عمل سے دوچار ہو کر معاشرتی بحران پیدا کر دیتے ہیں۔ اس صورتحال سے بچنے کیلئے لامحالہ ان تمام پہلوؤں پر عمل لازم ہے۔ جو دینِ اسلام نے بصراحت بیان فرمائے۔ تاکہ اچھے خاندان صالح معاشرہ کی تشکیل میں معاون ثابت ہوں جو دینِ فطرت کا اِقتضاء ہے۔

اسلامی تعلیمات کے تناظر میں خاندان کے ادارہ کی یہ اِفادیت بھی سامنے آتی ہے کہ یہ انسانی زندگی میں تنوع (Variety) پیدا کرنے کا باعث بھی بنتا ہے جو عہد بہ عہد قائم رہتی ہے۔ خاندان کے ادارہ میں افراد اپنی متحرک خواہشات، امیدوں اور اپنے تجربات کی روشنی میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہی روایات، وابستگیاں اور واقعات معاشرے کی اجتماعی زندگی کے تسلسل کو بھی قائم رکھتے ہیں اور فی نفسہٖ زندگی میں دلچسپی کے پہلوؤں کو متحرک اور رواں دواں رکھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

اِسلامی تعلیمات کے تناظر میں خاندان کے ادارہ کی اہمیت اس اُمر میں بھی پنہاں ہے کہ یہ تربیت کی اوّلین آماجگاہ ہے۔ تمام مفکرین اور علماء اِس حقیقت کے معترف ہیں کہ انسان کلام اور گفتگو کا اثر ضرور قبول کرتا ہے لیکن اس کو تکرار کے ساتھ دہرانا اس لیے ضروری ہوتا ہے کہ مطلوبہ اثر وقتی اور عارضی ثابت نہ ہو۔ قرآنِ حکیم اور احادیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تو یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نصیحت اور تکرار کے ساتھ ساتھ عملی نمونہ اور مثال مہیا کرنا بھی ازبس ضروری ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ خاندان کی بنیادی اکائی صرف حقائق سے آگاہی دلانے کا ہی کام سرانجام نہیں دیتی بلکہ سیرت ساز آماجگاہ کا کردار بھی ادا کرتی ہے۔ اس طرح خاندان کا ادارہ دینی تناظر میں داخلی اور خارجی ماحول کی مناسبت سے اعلیٰ آداب

اور اَقدار کو روشناس کرانے کا باعث بنتا ہے جو تواتر کے ساتھ دہرائے جانے کی وجہ سے افراد کی زندگیوں پر گہرے اثرات مرتب کر کے معاشرے کو من حیث المجموع اپنے مقصد و منزل تک رسائی میں مدد دیتا ہے۔ سیرۃ سازی کے اس ہدف کو کامیابی سے حاصل کرنے کا مطلب یہ بھی ہے کہ خاندان کا ادارہ اپنے افراد کی صلاحیتوں کو نکھارنے، خوابیدہ قابلیتوں کو دریافت کر کے ان کی نشو و ارتقاء میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو جو اوصاف عطا کر رکھے ہیں ان کو خاندان کی بنیادی اکائی کے اندر ہی مثبت اظہار کا موقع ملتا ہے۔ گویا فرد کی تکمیلِ ذات میں یہ ادارہ بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ علاوہ ازیں نظم و ضبط کی خوبی بھی اسی اکائی سے ہی نشو و تحریک حاصل کرتی ہے۔

تربیت کے روایتی اور غیر روایتی طریقوں (Formal & Informal Tools of Training) کی مدد سے اَفراد کی تعمیرِ شخصیت اور محفوظ معاشرتی مستقبل کیلئے ایک کڑی بن جاتی ہے۔ انضباطِ نفس کے رویّے کو خاندان کے ادارہ میں جب ابتدائی سطح پر سنجیدگی سے پیش نظر رکھا جاتا ہے، تو یہ اِجتماعی سطح پر بھی معاشرتی نظم و ضبط کے مثبت رویّوں کو فروغ دینے کا باعث بنتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے تناظر میں خاندان مؤثر معاشرتی اکائی ہے جو افرادِ معاشرہ میں شعورِ حیات، ادائیگیِ فرائض، احساسِ ذمہ داری اور باہمی ایثار و قربانی کے رویّہ جات کو فروغ دیتی ہے، جس سے تعمیرِ فکر اور تشکیل کردار کی میکانکی قوتوں کو تحریک دینے میں مدد ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام تر داخلی و خارجی اثرات کے دباؤ کے مقابلے میں خاندان کا ادارہ کما حقہٗ اہم ذمہ داری ادا کرتا ہے۔ چنانچہ بزرگ افرادِ خانہ آنے والی نسل کی مدد اور رہنمائی کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔ جبکہ جواباً پروان چڑھنے والی نئی نسل بزرگوں سے محبت، ان کی اطاعت و فرمانبرداری اور خدمت کی اقدار کے تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے اِجتماعی زندگی میں حسین توازن پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے۔ ہر طرح کے خارجی دباؤ کے مقابلے میں خاندان کی مثبت حمایت، مدد و تعاون اور ایثار و قربانی اَفراد میں اِستقامت پیدا کرتی ہے۔ کسی متوقع منفی لغزش کی وجہ سے اَفراد ممکنہ غلطیوں یا نقصان کے اِحتمال سے محفوظ رہتے ہیں۔ لیکن عصرِ حاضر میں خاندان کا ادارہ رُو بہ تنزّل ہے جس کی وجہ تہذیبِ مغرب سے مستعار شدہ منفی معاشرتی اقدار ہیں۔ فحاشی و عریانی، شہوانی جذبات کو انگیخت دینے والے عوامل اور آزادانہ اختلاطِ مرد و زن اس میں سرِ فہرست ہیں۔ جو خاندانی نظام کی تباہی اور نسلی خلا (Generation Gap) کو فروغ دینے کا باعث بنتے ہیں۔ جبکہ خاندان کے اِدارہ کا معاشرتی کردار یہ تھا کہ وہ اِنفرادی اور اِجتماعی زندگی میں اپنی فعالیت منوائے۔ قرآنِ حکیم کی روشنی میں اداراتی حیثیت میں خاندان کیلئے آفاقی اور لازوال لائحہ عمل تجویز کیا گیا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ سے مروی احادیثِ مبارکہ میں ان آیاتِ مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کی مزید تصریح فرمائی گئی ہے، تاکہ کسی بھی ممکنہ خرابی کے ازالہ کیلئے صورتحال بالکل واضح ہو، جس پر عمل کر کے ہر صاحبِ ایمان کامیابی کی ضمانت حاصل کر سکے۔

اسلامی معاشرت کو پاکیزہ اور مستحکم بنیادوں پر استوار کرنے کیلئے دین اسلام نے عمرانیاتی نظام میں اساسی ادارہ

خاندان کی تشکیل پذیری کیلئے حکمتوں پر مبنی اصول وقواعد متعارف کروائے ہیں۔قرآن حکیم اور احادیث نبوی کی روشنی میں گزشتہ صفحات میں ان کا بہت اختصار سے احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ ایک ادارہ کے طور پر اسلامی معاشرہ میں خاندان کی اُٹھان، تشکیل اور نشو وارتقاء کے بنیادی لوازمات کی نشاندہی کردی جائے۔اس اساسی تعارف سے یہ بات بہت نمایاں اور واضح ہوجاتی ہے کہ اسلامی عمرانیاتی نظام میں معاشرت کی ترتیب وتشکیلِ خاندان کے ادارے سے ہی وابستہ ہے، عصرِ حاضر میں نیوکلیئر فیملی(Neuclear Family) اور توسیعی خاندان (Extended Family) کا جو تصور موجود ہے اگر ہم اسلام کی ابتدائی تاریخ کے حوالوں سے جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس ادارہ کی ہر دو نوعیتیں اسلامی تاریخ میں موجود رہی ہیں۔دونسلوں (ماں، باپ اور اولاد) پر مشتمل خاندانی اکائی اور تین نسلوں (دادا، دادی، پھوپھی، چچا، ماں باپ اور اولاد) پر مشتمل خاندانی اکائی کی مثالیں بھی ملتی ہیں۔غزوہ احد کے موقعہ پر حضرت جابرؓ کے والد حضرت عبداللہ نے معرکہ میں شہید ہونے سے پہلے ہی اُن کو اپنی بیٹیوں کے بارے میں خیراندیشی کی تاکید فرمائی۔حضرت جابرؓ نے اپنی نو عمر بہنوں کی پرورش، تربیت اور نگہداشت کے نقطہ نظر سے بیوہ عورت سے شادی کی۔رسول کریم ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا:

"هل نكحت يا جابر؟" قلت نعم، قال: "ماذا؟ أبكراً أم ثيباً؟" قلت: لا بل ثيباً، قال: "فهلا جارية تلاعبك؟" قلت: يارسول الله ﷺ، إن أبي قتل يوم أحد و ترك تسع بنات كنّ لی تسع أخوات، فكرهت أن أجمع إليهنّ جارية خرقاءَ مثلهنّ، ولكن امرأة تمشطهنّ و تقوم عليهنّ، قال: "أصبت"(۱۱)

رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حضرت جابرؓ نے یہ توجیہہ پیش کی کہ نو عمر بہنوں کے ساتھ ان جیسی ناتجربہ کار لڑکی کو جمع کرنا انہوں ناپسند کیا اور ایسی عورت سے شادی کی جوان کی کنگھی اور نگہداشت کرسکتی تھی۔آپ ﷺ نے فرمایا تم نے ٹھیک کیا۔لہٰذا اسلامی تعلیمات کے حوالے سے یہ تجزیہ کیا جاسکتا ہے کہ حالات اور ضرورت کے مطابق عمرانیاتی احتیاجات اور ضرورتوں کی تکمیل کیلئے اس ادارہ کی کسی خاص وضع پر اصرار نہیں کیا گیا۔اسلامی معاشرت میں خاندان کے کردار کا جائزہ درج ذیل عنوانات کے تحت بیان کیا جاسکتا ہے۔

i. خاندان۔افرادی قوت کا تسلسل:

اسلامی معاشرے میں اصل اہمیت اس مقصد اور نصب العین کی ہے جس کیلئے خاندان کی یہ بنیادی اکائی استوار ہوتی ہے اور اس کے ساتھ نوع انسانی کے تسلسل کی خصوصیت پروان چڑھتی ہے۔یہ وہ بنیادی ذمہ داری اور فریضہ ہے جو خاندان کا ادارہ صدیوں سے سرانجام دے رہا ہے۔اسلامی معاشرہ میں اس وظیفۂ حیات کی تکمیل کو شرم وحیاء، پاکیزگی اور

تقدس کی فضا میں پروان چڑھایا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"من أراد أن يلقىٰ الله طاهراً مطهّراً فليتزوّج الحرائر "(۱۲)

خاندان کی اکائی تنہا بقائے نوعِ انسانی کی ذمہ داری کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی اہل ہے اور اسلامی تعلیمات کے تناظر میں ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ نسلی پاکیزگی اور رشتوں کی حرمت اور تقدس کو اسلام کی عائلی حکمتوں سے زیادہ کسی نے تحفظ نہیں دیا۔ یہ تمام حکمتیں دینِ فطرت کے بنیادی قوانین کی ہم آہنگی کی وجہ سے پروان چڑھنے اور پایۂ تکمیل تک پہنچنے میں کامیاب ہوتی ہیں۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"إذا أتاكم من ترضون خلقه و دينه فزوّجوه، إلا تفعلوا تكن فتنة في الأرض و فساد عريض "(۱۳)

عمرانیاتی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے خاندان کا ادارہ ایک وسیع سسٹم کے تحت اپنے فرائض ادا کرتا ہے اور انسانی تہذیب و ثقافت کو پروان بھی چڑھاتا ہے اور اس کا تحفظ بھی کرتا ہے۔ ڈاکٹر خالد علوی رقمطراز ہیں کہ اچھے انسانی معاشرے اور صالح تمدن کا دارومدار مرد اور عورت کے صالح تعلق پر ہے۔ مرد اور عورت کی جائز وابستگی معاشرے کو ایک ایسا سکون دیتی ہے جس سے اس کا درست اجتماعی شعور تشکیل پاتا ہے۔ ایک اچھےتمدن کے لیے ایسے افراد ضروری ہیں جن کے اندر احساسِ ذمہ داری پایا جائے اور یہ نکاح ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ (۱۴)

گویا خاندان کی اداراتی اہمیت یہ ہے کہ وہ نوعِ انسانی کے تسلسل کو قانونی اور اخلاقی تحفظ کی چھاؤں میں پروان چڑھاتا ہے اور اس کے ساتھ تہذیب و تمدن کی صلاح و فلاح اور بقا وابستہ ہوتی ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"تزوجوا الولود الودود فإني مكاثربكم "(۱۵)

اسلامی معاشرت میں عمرانیاتی تسلسل کی پُر حکمت نشاندہی، اولاد کی اہمیت اور معنویت میں اضافہ کرتی ہے۔

ii. خاندان-عمرانیاتی کردار:

خاندان کا ادارہ فعّال اور مربوط اُصول و ضوابط کے نظام کے تحت اپنی منصبی عمرانیاتی ذمہ داریوں کو ادا کرتا ہے اور ہر طرح کے دباؤ کے موقع پر وہ اسلامی تعلیمات کے رہنما اُصول و قواعد سے اِستفادہ کرتے ہوئے ان مسائل کو بطریقِ اَحسن حل کرتا ہے۔ یہ وہ اہم ذمہ داری ہے جس کی ادائیگی صرف اسی صورت ممکن ہوگی جب اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اِس ادارہ کو صحیح بنیادوں پر اُستوار کیا گیا ہوگا۔ رسولِ کریم ﷺ نے خاندان کی اسی ضرورت کی تکمیل میں بیوی اور ماں کے اہم کردار کی نسبت سے فرمایا:

"لاتزوّجوا النّساء لحسنهنّ فعسى حسنهنّ أن يرديهنّ و لا تزوّجو هنّ لأموالهنّ فعسى

أمو الهنّ أن تطغيهنّ ولكن تزوجو هنّ على الدّين" (۱۶)
عورتوں سے ان کی خوبصورتی کی وجہ سے شادی نہ کرو شاید کہ ان کا حُسن انہیں خراب کردے، اور نہ ہی اِن کے اَموال کی وجہ سے شادی کرو، شاید اُن کے اَموال اُن کو سرکش بنادیں بلکہ ان کی دینداری کی وجہ سے ان سے شادی کرو۔
رسولِ کریم ﷺ کا اِرشادِ مبارک ہے:
"إنّما الدّنيا متاع. وليس من متاع الدّنيا شيء" أفضل من المرأة الصّالحة"
"ما أستفاد المؤمن بعد تقوى الله خيراً له من زوجةٍ صالحةٍ، إن أمرها أطاعته. و إن نظر إليها سرته. و إن أقسم عليها أبرّته. و إن غاب عنها نصحته فى نفسها و ماله "(۱۷)
"أكمل المؤمنين إيماناً أحسنهم خلقاً، و خيركم خيركم لنسا ئهم"(۱۸)
گویا دینداری کی خصوصیت ہی اس ادارہ کوتمام اچھے برے حالات میں اپنے فرائض کی ادائیگی پر مستعد رکھتی ہے۔جس سے عمرانیاتی اعتبار سے اِجتماعی ماحول پر بھی مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں اور وہ مطلوب، ممکنُ الحصول ہوجاتا ہے جواسلامی تعلیمات کا منشاء ہے۔

iii. خاندان-اخلاقیاتی کردار:

خاندان کا اِداراتی کردار، بنیادی اکائی کی حیثیت سے اس لیے بھی اَہم ہے کہ یہ نسلی اور خونی رشتوں پرمبنی ادارہ ہے۔جس میں نئی نسل پروان چڑھتی اور تربیت پاتی ہے۔زوجین کووالدین کی حیثیت سے اولاد کی پرورش، بیٹوں اور بیٹیوں میں عدم تفریق اور دونوں میں مساوی سلوک کی ذمہ داریاں پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا پابند بنایا گیا اوراس بات پرخصوصی توجہ دلائی گئی کہ بیٹیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا رویہ اختیار کیا جائے۔حضور ﷺ کا ارشاد ہے:
"من عال جا ريتين حتّىٰ تبلغا، جاء يوم القيامة أنا وهو" و ضمّ أصابعه" (۱۹)
"من كانت له جارية فعلّمها فأحسن إليها، ثمّ أعتقها و تزوّجها كان له أجران" (۲۰)
"من كانت له أنثىٰ فلم يئدها و لم يهنها و لم يؤثر و لده عليها"- قال: يعني الذّكور- "أدخله الله الجنّة"
" من عال ثلاث بناتٍ، فأدّبهنّ و زوّجهنّ وأحسن إليهنّ ،فله الجنّة" (۲۱)
"من كان له ثلاث بناتٍ، فصبر عليهنّ و أطعمهنّ و سقاهنّ و كساهنّ من جدته، كنّ له حجاباً من النّار يوم القيامة" (۲۲)
حضور نبی کریم ﷺ نے بیٹیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کے ضمن میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر وہ باپ کے گھر واپس

آ جائیں تو ان پر خرچ کرنا اَفضل ترین صدقہ ہے:

ان النبی ﷺ قال: " ألا أدلک علی أفضل الصّدقة؟ إبنتک مردودةٌ اِلیک ، لیس لها کاسب غیرک " (۲۳)

گویا تربیتِ اولاد اور خصوصاً بیٹیوں کی نگہداشت، تعمیرِ شخصیت و کردار اور ان کی عائلی آبادکاری کو استحقاقِ جنت کا باعث قرار دیا گیا۔

iv. خاندان - تربیتی کردار:

خاندان کا اداراتی کردار ایک تربیت گاہ کے طور پر بھی بڑا اہم ہے۔ اس تناظر میں بچوں میں اسلامی اقدار کی ترویج، وعظ و نصیحت کے ساتھ ساتھ جسمانی اور عقلی تربیت کا بھی گہرا اثر پڑتا ہے۔ اس سلسلہ میں اسوۂ حسنہ کا وجود اس پہلو کے نمایاں آثار میں سے ہے جو بچے کو اپنی جانب متوجہ کرتا ہے اور وہ بچہ اس کا مقلّد اور اس کے طریق کا متّبع بن جاتا ہے۔ لہٰذا اگر اس کے سامنے نمونہ صالح اور اچھا ہوگا تو اس کے باطن میں پوشیدہ صلاحیتیں متحرک اور اجاگر ہوں گی۔ (۲۴)

یہ واضح حقیقت ہے کہ اس اکائی خاندان میں نئی نسل کی سیرت و کردار اور شخصیت کی تعمیر و تشکیل ہوتی ہے۔ ان کی قابلیتوں اور صلاحیتوں کو نکھارنے اور پروان چڑھانے میں والدین کا کردار بڑا اہم ہوتا ہے۔ وہ بچوں کی عادات و اطوار کی نشوونما میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ اولاد کو نہ صرف معاشرتی ذمہ داریوں کی ادائیگی کا شعور اور آگاہی دلاتے ہیں۔ بلکہ عمرانیاتی زندگی کے مختلف مراحل میں اپنا کردار نبھانے کے قابل بناتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:

" أکرموا أولاد کم ، و أحسنوا أدبهم" (۲۵)

اس تناظر میں خاندان ایسی آماجگاہ کے روپ میں سامنے آتا ہے جو معاشرہ کے تہذیبی و ثقافتی ورثہ اور اقدار کو اگلی نسلوں تک منتقل کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ محمد تقی عثمانی فرماتے ہیں کہ عائلی زندگی معاشرے کا وہ پتھر ہے جس پر تہذیب و تمدن کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ رسول کریم ﷺ کا امتیازی کردار یہ ہے کہ آپ ﷺ نے امت میں یہ شعور پختہ کیا کہ اولاد کی تربیت صرف مادّی اور دنیاوی نقطۂ نظر سے نہ کی جائے۔ بلکہ یہ خیال بھی مدِ نظر رہے کہ اس کے ساتھ اخروی جوابدہی وابستہ ہے۔ (۲۶) اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡٓا اَنۡفُسَكُمۡ وَاَهۡلِيۡكُمۡ نَارًا وَّقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ﴾ (۲۷)

چنانچہ ادارہ خاندان میں والدین کے کردار کی اس اہمیت کے پیشِ نظر عمرانیاتی زندگی میں اس کی معنویت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اہلِ خانہ کی دیکھ بھال، ان کی کفالت، ان کی ضروریات کیلئے اخراجات اور ان کے جائز آرام و سکون کیلئے ایثار کا درس خاندان کے ادارے کی عظمت میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"من لا یرحم صغیرنا، و یعرف حق کبیرنا، فلیس منّا" (۲۸)

یہی وجہ ہے کہ اسلامی تربیتی اُقدار کے حوالے سے خاندان کی یہ بنیادی اکائی مستحکم ہو تو معاشرے میں تمام انسانی رویے، معاشرتی ذمہ داریوں کا شعور اور آگہی مثبت نتائج مرتب کرتے ہیں۔ بصورتِ دیگر سب کچھ زوال کے عمل سے دوچار ہونا شروع ہو جاتا ہے اور معاشرتی بحران جنم لیتا ہے۔ اس بنیادی اکائی میں تربیّت کا ایک پہلو انسانی رویوں اور طرزِ عمل کی تشکیل بھی ہے۔ ہر انسان اپنے بزرگوں کی باتوں کا اثر ضرور قبول کرتا ہے۔ مگر اس کو دہرانا اور بہ تکرار ذہن نشین کراتے رہنا پہلے درجہ سے بھی زیادہ اہم ہے تاکہ اچھی باتوں کا اثر وقتی اور عارضی نہ ہو۔ بلکہ بزرگوں کے طرزِ عمل کے نمونہ اور مثال کو، ان کی نصیحتوں اور تربیت کے اثرات مستحکم کرنے کا ایک ذریعہ قرار دیا۔ چنانچہ ہر خاندان، معاشرتی و اجتماعی آداب واطوار اور اقدار کو فروغ دینے اور تہذیب وتمدن کے عروج و سربلندی میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔

v. خاندان۔ نظم وضبط کا فروغ:

عمرانیاتی اِکائی کی حیثیت سے خاندان کا ایک اہم کردار نظم وضبط کی نشو و ارتقاء اور اس کے فروغ کے حوالے سے بھی اہمیت رکھتا ہے۔ اَفراد کی شخصیت اور سیرت و کردار کی تعمیر وتشکیل کے ضمن میں توازن، اِرتباط اور نظم وضبط باہمدگر متعلق پہلو ہیں، جن پر اس بنیادی اِکائی میں خصوصی توجہ دی گئی ہو تو عمرانیاتی اعتبار سے بھی معاشرے میں اور سیاسی اعتبار سے ریاستی سطح پر انتشار اور بے ہنگمی پر قابو پانا ممکن ہو جاتا ہے۔ روایتی اور غیر روایتی (Formal and Informal) تربیتی طریقے اس نظم وضبط کو فروغ دینے کا باعث بنتے ہیں۔ دینِ اسلام میں صاحب ایمان کی حیثیت سے ہر فرد کی زندگی کو منظّم اور مربوط انداز میں اُستوار کرنے والا نظام حیات عطا فرمایا گیا۔ چنانچہ اِجتماعی معاشرتی زندگی میں مرد وعورت، حق کے فروغ میں باہم مل کر ایسا کردار ادا کرتے ہیں جو خاندان کے ادارے کے ذریعے ہی تمام تر اوصاف ومحاسن اور نظم وضبط کو رُو بہ عمل لاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ (۲۹)

آیتِ کریمہ مذکورہ میں صاحبِ ایمان مرد اور عورتوں کی اس خصوصیت کی نشاندہی ہوتی ہے کہ وہ تمام معروفات کو تحریک وتقویت دیتے ہوئے عمرانیاتی اور اِجتماعی زندگی کے تقاضوں کی تکمیل میں فرد اور جماعت کے مفاد میں کام کرتے ہیں۔ شارعِ حقیقی کی عطا کردہ تعلیمات کو نافذ کرتے ہوئے نظم وضبط اور حدود وقیود کے اِتباع کو یقینی بناتے ہیں۔ لامحالہ یہ تمام سعی وکوشش خاندان کی اُساسی اکائی کے ذریعے سے ہی منصّۂ شہود پر آتی ہے اور عمرانی اِجتماعی سطح تک پھیل جاتی ہے۔

جس کے نتیجے میں تہذیب وثقافت کی اعلیٰ اقدار پروان چڑھتی ہیں اور وہ اُساس مضبوط و مستحکم ہوتی ہے، جو روحانی تربیت کو بھی فروغ دیتی ہے اور خاندان میں پرورش پانے والی نئی نسل متوازن شخصیت کے قالب میں پروان چڑھتی ہے اور نظم وضبط کی خوگر ہوتی ہے۔

vi. خاندان-عملی پشت پناہی:

خاندان کی اداراتی حیثیت میں ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ بیرونی یا خارجی دباؤ کے معاملے میں افرادِ خانہ کیلئے اخلاقی، نفسیاتی اور عملی پشت پناہی فراہم کرے، تاکہ وہ غیر متوازن ہو کر منفی رویے اختیار نہ کریں۔ دینِ اسلام ایثار و ہمدردی کی جن اَقدار کو پروان چڑھانے کا حکم دیتا ہے ان کا مقصد یہی ہے کہ عمرانیاتی اعتبار سے انسان باعزت رویوں کے ساتھ زندہ رہے۔ یہ معرفت وآگاہی خاندانی تربیت کے ذریعے ہی فرد کی شخصیت کا حصہ بنتی ہے۔ نئی نسل بزرگوں سے رہنمائی حاصل کرتی ہے اور بچے بزرگوں کی خدمت اور محبت سے خاندان کی ڈھال کو مضبوط سے مضبوط تر بناتے ہیں۔ چنانچہ افرادِ خانہ خاندان کے ادارے کو ایک پناہ گاہ تصور کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات اس پشت پناہی کو حق کے ساتھ لازم وملزوم کر کے حزب اللہ اور حزب الشیطان کے اُس تصور کو اُجاگر کرتی ہے جو شرفِ انسانیت کی معنویت میں اضافہ کرتا ہے۔ چنانچہ اسلامی معاشرت میں خاندان کا ادارہ امن وسکون کی اقدار کو متحرک کرتا ہے۔ اور مزعومہ خدشات اور خوف کی صورتوں سے نجات دلاتا ہے۔ جس کی بناء پر افراد کی شخصیت ایک متوازن سانچے میں تشکیل پذیر ہو کر اجتماعی سطح پر بذاتِ خود فرد اور جماعت دونوں کے کام آتی ہے۔

vii. خاندان-فوز وفلاح کے شعور وآگہی کا کردار:

حیاتِ عمرانی میں خاندان ایک اِدارہ کے طور پر صاحب ایمان افراد کی دنیاوی اور اُخروی زندگی کی فوز وفلاح کی منہاج ان کے سامنے رکھتا ہے۔ جلال الدین عمری کے مطابق 'یہ کائنات ایک خاص نظم وترتیب کے ساتھ اپنے مقصد کی طرف سرگرم عمل ہے۔ اس میں ایسی قوتیں ودیعت کردی گئی ہیں جو اس مقصد کے ساتھ ہم آہنگ ہیں۔ جو چیز اِن قوائے طبعی سے مزاحم ہوتی ہے، پاش پاش ہو کر رہ جاتی ہے۔ یہاں ترقی کا راز اسی حقیقت میں پوشیدہ ہے کہ اصولِ فطرت کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ملا کر قدم بڑھایا جائے، ان کے خلاف سینہ سپر ہونا خود کو تباہی و بربادی سے قریب تر کرنا ہے۔ جمادات، نباتات اور حیوانات ان میں سے ہر ایک کی زندگی ان خطوط کی پابندی کے ساتھ وابستہ ہے جو خامۂ فطرت نے کھینچ دیے ہیں۔ قانون کی اس زنجیر میں جس طرح کائنات کا ذرہ ذرہ بندھا ہوا ہے۔ بالکل اسی طرح انسان بھی اس سے مستثنیٰ نہیں قرار دیا گیا ہے، اسے کچھ صلاحیتیں اور توانائیاں عطا کی گئی ہیں۔ جنہیں بروئے کار لانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے اندر بعض جذبات ومیلانات ودیعت کردیے گئے ہیں۔ جن کی تسکین کا سامان کرنے پر وہ مجبور ہے۔ داعیات اور تقاضے دراصل اس کی

بقاء اور ترقی کے ضامن ہیں۔اسلام ایک حیات آفریں دستورُ العمل ہے، وہ مقتضیاتِ فطرت سے نبرد آزمائی نہیں سکھاتا بلکہ ان کیلئے صحیح سمتِ سفر متعین کرتا ہے۔(۳۰)

یہ تمام نکات اس اَمر کی وضاحت کرتے ہیں کہ خاندان کا ادارہ درحقیقت وُہ اکائی ہے جو افراد کو قوتِ پرواز عطا کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔انسان کو حقوق وفرائض اور اپنی ذمہ داریوں کی آگہی اور شعور عطا کرتا ہے۔جس کی وجہ سے وہ حیاتِ عمرانی کے تقاضوں کو پورا کرنے کی اہلیت سے مالا مال ہوجاتا ہے اور اُخروی سرخروئی کا سامان بھی اسے نصیب ہوجاتا ہے۔مثبت اقدار کا اِستحکام معاشرہ کے اِستحکام اور فلاح کا باعث بن جاتا ہے۔

اس بحث سے ہم یہ نتیجہ اَخذ کرسکتے ہیں کہ دینِ اسلام نے خاندان کے عالمگیر مسلّمہ اداراتی وجود کو نہ صرف واضح کیا ، بلکہ انسانی معاشرے کی لازمی بنیادی اکائی کی حیثیت سے اس کی داخلی وخارجی طہارت و پاکیزگی پر مبنی اُن اَقدار کو متحرک کیا،جن کی بناء پر اسلامی معاشرت کے پاکیزہ خدّوخال کو اُستوار کرنے میں معاونت حاصل ہو۔فرد اور اِجتماعیت کے مابین ہم آہنگ اور متوازن تعلق کو فروغ دیا جائے،تاکہ معاشرے میں اَفراد کے مابین مختلف حیثیتوں (Statuses) اور کرداروں (Roles) کے تناظر میں جس معاشریاتی تعامل کو پروان چڑھانا مقصود ہے، وُہ مضبوط دینی،روحانی اور اَخلاقی بنیادوں پر اُستوار ہوسکے۔تاکہ تمام تعصّبات اور تنگ نظریوں (Prejudices & Discriminations) کا خاتمہ اُن اِسلامی تعلیمات کی روشنی میں ممکن ہو ،جو رسولِ کریمﷺ نے اُلوہی ہدایت ورہنمائی کے ضمن میں بیان فرمائیں اور عملی طور پر نافذ کرتے ہوئے پروان چڑھائیں۔حضورﷺ کے عہدِ رسالت میں اسلامی معاشرت کے جو خدّوخال سامنے آئے،وہ مضبوط خاندان کے ادارے کی نشاندہی کرتے ہیں ،جو اُن خامیوں اور نقائص سے مبرّا تھا جن کا مشاہدہ ہم عصری تناظر کررہے ہیں۔قرآن حکیم اور اُسوہ رسولِ کریمﷺ کی رہنمائی میں اِن کمزوریوں پر قابو پانے کا سامان ہمارے پاس موجود ہے۔یہ زریں ارشاداتِ نبویؐ اور احکاماتِ قرآنی عصرِ حاضر میں ہمارے لیے رہنمائی کا مینارِنور ہیں جن سے ہم Micro-sociological Basis پر فرد کی حیثیت سے اپنی اِنفرادی اور Macro-sociological Basis پر اِجتماعی حیثیت سے متوازن عمرانیاتی نقشۂ حیات کو اُستوار کرسکتے ہیں۔خاتم المرسلین آنحضرتﷺ کی لازوال رہنمائی سے تعمیری کام لیتے ہوئے نہ صرف خاندان کے ادارے کا صحت مند معاشرے کی ایک مضبوط اِکائی ہونے کا مقام بحال کرسکتے ہیں بلکہ اپنی معاشرتی واجتماعی زندگی کی تعمیر وترقی کی راہوں کو بھی جگمگا سکتے ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

1. Burgess, Ernest W., Locke, Harvey J., The Family: Institutions to Companionship [New York: Amercian book Company, Second Edition, 1960] P:7-8
2. The Columbia Encyclopedia,Article:Family,[Newyork:ColumbiaUniversity Press,Second Edition,1950] P:653
3. Georgos, J., Familiy: Variations and changes across cultures, In W.J. Lonner, D.L. Dinnel, S.Ayes, & D.N. Sattler (Eds) Online Readings in Psychology and culture (Unit 13, Chapter 3), [http:\\www.wwu.edu/-culture] Center for cross-cultural research, Western Washington University, Bellingham, Washington, USA.
4. The New Encylopaedia Britannica, Article: Family, 4/673

۵۔ ابن منظور، جمال الدين محمد بن مكرم، ابو الفضل ،الأفريقى المصرى ، لسان العرب ، بذيل ماده عول، بيروت: دارصادر، الطبعة السادسة ،۱۹۹۷ء، ۱۱/۴۸۵

۶۔ ایضاً، حوالہ مذکور، ۱۱/۴۸۶

۷۔ ابراهيم مصطفىٰ، احمد حسن الزيات، حامد عبدالقادر، محمد على النجار، المعجم الوسيط، بذيل ماده عو ل ، استانبول(تركيه): دارالدعوة،۱۹۸۹ء، ۱-۲/۶۴۰ ؛ الفراهيدى، ابو عبدالرحمن بن احمد (م-۱۷۵ھ) كتاب العين ، بذيل ماده عول ، عيل ، بيروت (لبنان) : دار احياء التراث العربي، الطبعة الاولىٰ، ۲۰۰۱ء ص ۷۰۲

[Thomas Hobbes (1588-1679) نے 1651ء میں چھپنے والی اپنی کتاب Leviathan میں نظریہ معاہدہ عمرانی (Social Contract Theory) کے سلسلہ میں State of Nature کے حوالے سے انسانی زندگی کو 'Solitary, Poor, Nasty, Brutish and Short' قرار دیا ہے]

8. Gilchrist: R.N., Principles of Political Science, P:60

۹۔ ابن خلدون، عبدالرحمٰن ، مقدمة العلامة المسمى ديوان المبتدا والخبرفى تاريخ العرب والبربر و من عاصرهم من ذوي الشأن الأكبر، بيروت(لبنان) : دارالفكر،۲۰۰۳ء.، ص ۵۳ جیسا کہ علامہ ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے:

"الأولى: في أنّ الإجتماع الإ نسانى ضرورى–

ويعبر الحكماءُ عن هذا بقولهم: "الإنسان مدني بالطبع" أي لا بدّ لهُ من الإجتماع الّذى هو المدنية في إصطلاحهم وهومعني العمران"

۱۰۔ الروم ۳۰: ۲۱

۱۱۔ البخارى ، محمد بن اسماعيل، ابو عبدالله، الإمام ، الجامع الصحيح ، كتاب المغازى، باب اذهمت طائفتان، الرياض :مكتبة دارالسّلام، الطبعة الثانية، ۱۹۹۹ء، رقم الحديث: ۴۰۵۲، ص۶۸۶

۱۲۔ ابن ماجه ، ابو عبدالله محمد بن يزيد، القزويني، سنن ابن ماجه، ابوا ب النكاح، باب تزويج الحرائر ، الرياض : مكتبة دارالسّلام، الطبعة الأوالیٰ، ۱۹۹۹ء ، رقم الحديث: ۱۸۶۲، ص ۲۶۷

۱۳۔ سنن ابن ماجه، ابوا ب النكاح، باب الاكفاء ، رقم الحديث: ۱۹۶۷، ص ۲۸۱

۱۴۔ خالدعلوی، ڈاکٹر، اسلام کا معاشرتی نظام، لاہور: الفیصل ناشران کتب، ۲۰۰۵ء، ص ۱۷۰

۱۵۔ النسائی ، ابو عبدالرحمن احمد بن شعيب ، الإمام، سنن النسائى الصغرىٰ ، كتاب النكاح، باب كراهية تزويج العقيم، الرياض: مكتبة دارالسلام، الطبعة الاولیٰ، ۱۹۹۹ء ، رقم الحديث: ۳۲۲۴، ۶۵/۶ ؛ سنن ابن ماجه، ابواب النكاح ، باب ماجاء فى فضل النكاح، رقم الحديث: ۱۸۴۶، ص ۲۶۴ و رقم الحديث: ۱۸۶۳، ص۲۶۷

۱۶۔ سنن ابن ماجه، ابواب النكاح، باب تزويج ذات الدين ، رقم الحديث ۱۸۵۹ء، ص ۲۶۶

۱۷۔ سنن ابن ماجه، ابواب النكاح، باب افضل النسآء ، رقم الاحاديث ۱۸۵۵ – ۱۸۵۷، ص ۲۶۶

۱۸۔ علوش، ابو عبدالله عبدا لسّلام بن محمد ، مسند ابي هريرة ، دارالفكر، بيروت، لبنان،۲۰۰۲ء، رقم الحديث ۵۵۳۵، ۳۵۸/۲

۱۹۔ المسلم، ابو الحسين ، مسلم بن الحجاج، القشيری ، صحيح مسلم ، كتاب البرو الصلة، باب فضل الاحسان ، الرياض: مكتبة دارالسلام ، الطبعة الثانية ۲۰۰۰ء ، رقم الحديث ۶۶۹۵، ص ۱۱۳۶

۲۰۔ البخاری، الجامع الصحيح، كتاب العتق، باب فضل من ادب ، رقم الحديث ۲۵۴۴، ۱۴۰/۲

۲۱۔ ابو داؤد، سليمان بن الاشعث بن إسحاق ، سنن أبي داؤد، كتاب الادب ، باب فی فضل من عال، الرياض: مكتبة دارالسّلام ، الطبعة الأولیٰ، ۱۹۹۹ء، رقم الاحاديث ۵۱۴۶، ۵۱۴۷ ، ۳۴۲/۳

۲۲۔ سنن ابن ماجه، كتاب الادب ، باب برالوالد، رقم الحديث ۳۶۶۹، ص ۵۲۶

۲۳۔ ایضاًحواله مذکور، رقم الحديث ۳۶۶۷ ص ۵۲۶

۲۴۔ جمعه، احمد خليل، الطفل فى ضوء القرآن والسنة، مترجم: لحنة المصنفين، اولاد کی تربیت :قرآن و حدیث کی روشنی میں ،لاهور: بيت العلوم ، ۱۴۲۴هـ/ ۲۰۰۳ء] ص ۱۳۰

۲۵۔ سنن ابن ماجه، كتاب الادب ، باب برالوالد ، رقم الحديث ۳۶۷۱، ص ۵۲۶

۲۶۔ تقی عثمانی، خاندانی حقوق و فرائض ، ملتان: اداره تاليفات اشرفيه ، ۱۴۲۷هـ. ص ۱۵۶

۲۷۔ التحريم ۶:۶۶

۲۸۔ البخاری ،محمد بن اسماعيل، ابو عبدالله، الإمام، الادب المفرد، باب فضل الكبير، خرج احاديثه و وضع حواشيه: محمد عبدالقادر عطا، بيروت (لبنان):دارالكتب العلمية، س ن رقم الحديث ۳۵۳، ص ۱۱۳

۲۹۔ التوبة ۷۱:۹

۳۰۔ جلال الدين عمری ، سيد ، اسلام کا عائلی نظام [لاهور : الفيصل ناشران کتب، س ن] ص ۵۴، ۵۵